سخاوت مرزا قادری

قدوۃ العارفین

حضرت امیر ابوالعلا نقشبندی اکبرآبادی

قدس سرہٗ

(۲)

کتاب بحر الجمان[۱] میں، امیر عبداللہ الباھرؒ کی اولاد کا شجرہ اس طرح لکھا ہے :-

حضرت عبداللہ باہرؒ

- محمد الشجری ← محمود ← یوسف ← ابوتمیمؒ ← قاسم علی شاہ (ضلع ہزارہ پاکستان)
- ابومحمد حسین
- محمد ارقط ← اسمٰعیل ← حسین

اس طرح حضرت عبداللہ باہرؒ کی اولاد، سمرقند و بخارا، دہلی و آگرہ میں اور اس کی ایک شاخ یعنی اولاد محمد الشجری بمقام بھوگڑمنگ۔ ضلع ہزارہ۔ مغربی پاکستان میں بھی موجود ہے۔

۱۔ بحر الجمان مترجمہ محمد شاہ حسینی ہزاروی مطبوعہ لاہور ۱۳۲۲ھ صفحہ ۱۳۰

غرض حضرت امیر ابوالعلاء قدس سرہ کے اجداد میں ، امیر عبداللہ باہر کے احفاد میں ان کی آٹھویں پشت کے بزرگ کا نام امیر سید گیلانی لکھا ہے جس سے مترشح ہے کہ آپکے اجداد کی گیلان مضافات بغداد میں کئی پشتیں گزری ہیں۔ اس کے بعد سید گیلانی کی نویں پشت کے بزرگ امیر تقی الدین کرمانی ہیں ۔ جو کرمان سے بعمر اٹھارہ سال (ماوراالنہر) گئے تھے ۔ اور علامہ قطب الدین رازی سے علوم ظاہری کی تلمیذ کی نیز کمالات باطنی سے بہرہ ور ہوئے جن کا سلسلہ چند واسطہ سے حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی سے ملتا ہے ۔ مرزا شاہ رخ اجازت سے آپ نے سمرقند میں مستقل سکونت اختیار کرلی تھی اور وہیں وصال ہوا ۔ حضرت خواجہ عبیداللہ احرار جنازہ میں شریک تھے ۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کا وصال ۸۹۵ھ سے قبل بمقام سمرقند ہوا ان کے پوتے امیر عماد الدین امیر حاج تھے ۔ جو خواجہ عبیداللہ احرار نقشبندی قدس سرہٗ کے معاصر تھے اور باہم بے حد ربط وضبط تھا اور انہیں کی صاحبزادی حضرت خواجہ احرار خواجہ عبداللہ المعروف بہ خواجہ "خواجکا" (خواجگان) سے منسوب ہوئی تھی ۔ جن کا نام سلطان بیگم تھا ۔ ان کے بطن سے تین صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں تولد ہوئیں ۔ خواجہ عبدالہادی خواجہ خاوند محمود ، خواجہ عبدالحق (غلام محی الدین) اور زوجہ اول کی وفات کے بعد خواجہ خواجکا نے دوسرا عقد خواجہ نظام الدین برادر شیخ الاسلام خواجہ عصام الدین صاحب ہدایہ کی صاحبزادی سے ہوا تھا ، جن کا شجرۂ نسب یہ ہے :۔ بنت خواجہ نظام الدین ابن خواجہ عبدالملک ابن خواجہ عماد الدین ابن خواجہ جلال الدین محمد ابن مولانا زین الدین عبدالرحیم ابن برہان الدین علی مصنف ھدایہ[۱] جن کے بطن سے بھی تین صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں پیدا ہوئیں جن کے نام یہ ہیں :۔ خواجہ عبدالعلیم ، خواجہ عبدالشہید ، خواجہ ابوالفیضؒ ۔ کلاں بیگم خانزادہ بیگم

---

[۱] تجارت قاسم ص۱۱ کے امیر عماد الدین عرض بستم مضافات کرمان : تجارت قاسم ص۱۱ کے خواجہ عبدالہادی معاصر مولانا جامی ، حضرت جامی ان کے اتقا اور تقدس کی تعریف کیا کرتے تھے ، ان کے دو صاحبزادے خواجہ عبدالکافی اور خواجہ قاسم تھے ۔ خواجہ عبدالکافی شہنشاہ ہمایوں کی فوج میں ملازم تھے (باقی حاشیہ ص

اور ہمخوابہ (کنیز سے) خواجہ محمد یوسف تولد ہوئے تھے۔ (گلزار ابرار ورق ۱۰۶ مخطوطہ) مگر غلام سرور لاہوری مؤلف خزینۃ الاصفیا[۲] میں لکھا ہے کہ خواجہ عبداللہ ابن خواجہ احرار[رح] کو دوسری زوجہ سے صرف دو لڑکے خواجہ عبدالشہید اور خواجہ عبدالعلیم تھے اور ایک کنیز زر خرید سے خواجہ ابوالفیض تھے۔ آخرالذکر بڑے متقی اور قاضی تھے۔ تاریخ الاولیا[۳] مؤلفہ امام الدین گلشن آبادی میں اس کی بجنسہ ترجمانی کی گئی ہے۔ مگر گلزار ابرار اور شجرۂ خاندانی میں خواجہ ابوالفیض کے متعلق اس کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ اس لحاظ سے گلزار ابرار کا بیان قابل وثوق ہے اور وہ ان بزرگوں کے حالات کا قریب ترین ماخذ ہے۔ جو خزینۃ الاصفیاء کے تالیف ۱۸۷۳ء (۱۲۹۰ھ) سے تقریباً تین سو سال قبل تدوین ہوا۔

اس لحاظ سے خواجہ فیضی ابن خواجہ ابوالفیض، جد مادری حضرت امیر ابوالعلا قدس سرہٗ حضرت خواجہ عبیداللہ احرار کے پوتے ہوتے ہیں اور چونکہ خدمت میر صاحب قدس سرہ کے جدِ امجد امیر علیہ السلام کا عقد، حضرت خواجہ عبداللہ ابن خواجہ عبیداللہ احرار کی صاحبزادی سے ہوا تھا، اس لئے حضرت میر صاحبؒ کے جد امجد خواجہ احرار کے نواسے اور خواجہ احرار حضرت شیخ عمر فاروقی باغستانی کے نواسے تھے[۴]

شجرۂ مادری حضرت میر ابوالعلا قدس سرہٗ درج ذیل ہے :۔

والدہ ماجدہ حضرت امیر ابوالعلاؒ بنت خواجہ محمد فیض المعروف بہ فیضی، ابن خواجہ عبداللہ (خواجۂ خواجگان) ابن خواجہ عبیداللہ احرار قدس سرہٗ از بطن بنت خواجہ محمود ابن شہاب الدین محمود - شیخ خاوند طہور ابن شیخ عمر باغستانی[۵] سید تاج الدین درغمی[۶] خواجہ احرار قدس سرہ جد مادری خواجہ شیخ عمر باغستانی (تاشکندی) تھے - جن کا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کسی معرکہ میں دریا میں غرق ہوگئے - خواجہ قاسم حجاز گئے - مولانا اسمٰعیل شیروانی سے بیعت کی تھی پھر اپنے چچا عبدالحق سے (بحر زخار قلمی صفحہ ۱۵۹۲) [۱] گلزار ابرار قلمی آصفیہ ورق ۱۰۶ - تالیف ۱۰۰۸ھ [۲] خزینۃ الاصفیا صفحہ ۵۹۷ مطبوعہ ثمر ہند لکھنؤ ۱۸۷۳ء [۳] تاریخ الاولیا مؤلفہ امام الدین مطبوعہ صفحہ ۲۹۸ [۴] تذکرہ ابوالعلا مؤلفہ میر اکبر علی اکبر آبادی مطبوعہ آگرہ ۱۹۲۶ء صفحہ ۱۵ [۵] خواجہ عبیداللہ احرار کے آثار مبارک میں ایک عمامہ قصبہ کاکوری لکھنؤ میں منشی عبدالکریم رئیس کاکوری کے خاندان میں موجود ہے صفحہ ۱۵ [۶] تذکرہ ابوالعلا مؤلفہ میر اکبر علی۔

سلسلہ نسب سولہ[۶] واسطہ سے حضرت عبداللہ بن عمر ابن الخطاب سے ملتا ہے۔

اجداد حضرت میر ابوالعلاءؒ آپکی جد امجد امیر علیہ السلام سے قبل وارد ہندوستان ہوئے

مستند تواریخ سے پتہ چلتا ہے کہ سب سے پہلے خواجہ عبیداللہ احرار کے پوتے، الموسوم بہ خواجہ غلام محی الدین عبدالحق فرزند سیومی، خواجہ محمد عبداللہ المعروف بہ خواجہ خواجگا (۱۱۹ھ) مغلوں کے فتح ہندوستان کے بعد، شہنشاہ بابر ۹۲۳/۹۳۷ھ کے زمانہ میں وارد ہوئے چنانچہ مولف گلزار ابرار[۱] لکھتا ہے:

> او نیز بعد از فتح ہند بملازمت جنت آشیانی تشریف آوردہ بود،
> میرزا کامران مرید اوست سوال و جواب در معما و غنایت بخدمت
> آشیانی وارد الخ

یعنی خواجہ عبدالحق رح بابر کے ہمراہ آئے تھے اور باہم مراسلت بھی رہا کرتی تھی۔ ایک مرتبہ آپ کی ملاقات مولانا جامی سے ہوئی تو جامی نے فرمایا "محاسن سفید کردہ اند" تو آپ نے فی البدیہہ یہ شعر کہا ؎

> پیرانہ سرکشیدم سر در رہ سگانت ۔۔۔ موئے سفید کردم جاروب آستانت

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) شیخ خاوند طہور ابن شیخ عمر باغستانی، والد ماجد اور شیخ حسن سے بخارا میں فیض باطنی حاصل فرمایا اور ترکستان جاکر شیخ سیوی کی صحبت میں رہے بخارا، خوارزم میں آپ کے بہت سے مرید تھے۔ شیخ صاحب تصنیف اور شاعر بھی تھے فرماتے ہیں ؎ نگاہبان دو چشم است چشم دلدارے ٭ نگاہدار نظر از رخ دگر یارے ص۲۷ رشحات قلمی [۵] تاج الدین دہغی جداعلیٰ خواجہ عبیداللہ احرار قدس سرہٗ۔ خواجہ عماد الملک ان کے بہنوئی تھے۔ خواجہ پارسا نقشبندی نے اپنی تفسیر سورہ یٰسین میں ان کا ذکر کیا ہے (ص۳۳ رشحات قلمی) [۵] خواجہ شیخ عمر باغستانی (مضافات تاشقند) متوفی ۶۹۸ھ مدفن سرخاب تبریز) از اولاد حضرت عبداللہ ابن عمر بن الخطابؓ۔ مرید شیخ شمس الدین رازی خلیفہ شیخ الواحیین سفاوی خلیفہ شیخ ابوالنجیب سہروردی (رشحات ص۲۲ قلمی) [۱] گلزار ابرار قلمی ص۱۰۷ آصفیہ۔

معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ صاحب مذکور نے حضرت جامیؒ سے بھی استفادہ کیا ہے ۔ غرض اس لحاظ سے آپ کے ورود ہند کا زمانہ ۹۳۳/۹۳۷ھ ٹھہرایا جاتا ہے بیان کیا جاتا ہے کہ شاہزادہ کامراں آپ کا مرید با اخلاص تھا ۔ خواجہ عبید اللہ احرار علیہ الرحمۃ باوجود نحیف الجثہ اور دائم المریض ہونے کے ریاضت اور عبادت الٰہی میں کوتاہی نہ کرتے تھے اور عبادت الٰہی میں ہمیشہ چست چالاک نظر آتے تھے بتاریخ ۲۹ ربیع الاول ۸۹۵ھ بعمر ۹۰ سال آپ کا وصال ہوا ۔ سمرقند میں آسودہ ہیں ۔ خواجہ عبد الحق قدس سرہٗ نے ایک پوتے مرزا شرف الدین حسین[1] ، ابن خواجہ معین الدین ، اکبر اعظم کے ملازم تھے ۔ اکبر کی ہمشیرہ بخشی بیگم ان سے منسوب تھی ۔ امیر الامرا خطاب تھا ۔ مگر اکبر اعظم سے کسی معاملہ میں شکر رنجی کی وجہ اپنی جاگیر موقوعہ گجرات آگئے تھے ، باوجہ ، بادشاہ کی دلجوئی کے لیے اور طلبی کے نہیں گئے ، حجاز روانہ ہو گئے ۔ بندر کھمبایت سے کچھ دور اثنا راہ میں انتقال ہو گیا ۔ جب نعش مبارک واپس لائی جا رہی تھی ، مگر جہاز بھی غرق ہو گیا ۔ آزاد کا بیان ہے کہ بوجہ بہادری و حسن خدمات ۹۶۸ھ میں ، ان کو امیر الامراء کا خطاب ملا تھا اور اکبر کی بہن بخشی بیگم سے عقد ہوا تھا ——— نیز مؤلف مذکور کا بیان ہے کہ بنگال میں ترک و مغول امرا کی بغاوت انہیں علماء و مشائخ کے فتنوں کا سبب تھی مگر مستند تواریخ سے اس کی تائید نہیں ہوتی ——— امیر ابو العلاء کے تیسرے ننھیالی بزرگ خواجہ عبد الشہید[2] ابن خواجہ خواجگان خواجہ عبد اللہ نقشبندی ہیں ۔ جو آپ کے جد مادری ابو الفیض کے برادر علاتی تھے اور یہ بھی خواجہ عبید اللہ احرارؒ یعنی اپنے جد امجد کے مرید و خلیفہ اور تربیت یافتہ تھے ان کا قیام بھی ہندوستان میں بزمانہ اکبر اٹھارہ یا بیس سال رہا ۹۳۶ھ میں مکہ معظمہ گئے تھے ، جہاں مولانا اسمٰعیل شروانی خلیفہ خواجہ احرار سے بحالت نزع ملاقات

۱؎ میرزا اشرف الدین حسین دیکھو دربار اکبری مؤلفہ محمد حسین آزاد ص ۷۶۲ مطبوعہ ۱۸۹۸ء پنجاب

۲؎ خواجہ عبد الشہید کو عبد القادر بدایونی نے دیکھا تھا جبکہ فوج اکبری بمقام بھون گاؤں آئی تھی وصال ۹۸۲ھ سمرقند ۔ منتخب التواریخ جلد ۳ ص ۱۵۰ مطبوعہ کلکتہ مؤلفین تاریخ الاولیا خزینۃ الاصفیاء نے تاریخ وفات ۹۸۰ھ اور تذکرۃ الاعراس میں ۹۸۳ھ درج ہے خزینۃ اصفیا ص ۶۰ تذکرۃ الاعراس ص ۱۱۲ مطبوعہ تاریخ الاولیاء ۔

ہوئی تھی اور بعد وفات ان کے جنازہ کی نماز بھی پڑھی تھی ـــــ اوائل عہد اکبری میں ہندوستان آئے شہنشاہ اکبر نے پرگنہ جمیانہ کی[1] (صوبہ پنجاب) بطور جاگیر نذر دیا تھا۔ وفات سے کچھ دنوں قبل سمرقند گئے اور وہیں ۹۸۰ھ اور بقول بعض ۹۸۲ھ میں واصل بحق ہوئے ۔ بڑے عارف کامل، فیاض اور مہمان نواز تھے دو ہزار فقرا مساکین کی روزانہ کفالت کرتے تھے ۔ آپ کے ہندوستان میں بہت سے مرید تھے ، خواجہ اسمٰعیل عرب آپ کے خاص مرید تھے جن کا مدرسہ بمقام مقبرہ ہمایوں دہلی مشہور تھا ۔ جن کا مزار مقبرہ بخاریاں دہلی میں ہے ۔ اسی زمانہ میں خواجہ عبدالحق کے برادر زادہ خواجہ محمد یحییٰ ابن خواجہ عبداللہ بھی ہندوستان میں موجود تھے ، جامع علم ظاہری و باطنی خطاط ہفت قلم اور فن طب میں ید طولیٰ رکھتے تھے اور خاموش پسند، مہمان نواز تھے حجاج کا قافلہ سالار بنا کر سرکاری طور پر حج کے موقعہ پر پہنچ گئے تھے بعد فراغت واپس ہوئے تھے ۔ سلطان وقت اکبر اعظم نے ایک لاکھ روپیہ برائے اخراجات حج و تقسیم مساکین نذر دیئے تھے ۔ آگرہ میں عزلت نشین، عبادت الٰہی اور رشد و ہدایت میں مصروف رہے ۔ ملا عبدالقادر بدایونی کے معاصر تھے (منتخب التواریخ صفحہ ۹۹ مطبوعہ جلد سوم)

آپ نے ۱۲ ربیع الاول ۹۹۹ھ میں وفات پائی مدفن متصل راج گھاٹ ۔ اکبرآباد ۔ (صفحہ ۵۵ جنت العاشقین)

حضرت میر ابوالعلاء قدس سرہ[2] کو فطرتی طور پر اپنے آبائی منصب زہد و اتقا اور علوم باطن سے لگاؤ تھا ۔ اس اثناء بدوران نظامت بردوان کئی خواب دیکھے ۔ خدمت رسول کریم صلعم اور حضرت علی رضہ اور امامین ہمامین رضہ کی زیارت نصیب ہوئی جنہوں نے آپ کو فقر کا جامہ پہنایا اور ہدایت فرمائی کہ دنیا سے کنارہ کشی اختیار کریں اور رشد و ہدایت خلق اللہ میں مصروف ہوں ۔ چنانچہ روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے آپ کے سر کے کچھ بال تراشے اور سر پر عمامہ رکھا ۔

---

[1] طبقات اکبری مطبوعہ ۳۹۳ [2] اسرار ابوالعلا صفحہ ۱۲۔۱۴ مطبوعہ

اس خواب نے آپ کی دنیا بدل دی اور عہدہ سیف اور لاؤلشکر اور تزک و احتشام سے دل اُٹھ گیا، آپ کو رات دن یہی فکر و تردد رہا کرتا تھا۔ راجہ مان سنگھ کو اس کا علم ہوا اور اس نے بہت کچھ تسلی و تشفی اور اضافہ منصب وغیرہ کا لالچ دیا۔ مگر جب دنیا سے دل سرد ہو گیا تو پھر کسی کے لاکھ کہنے سننے سے ہو سکتا تھا، اسی اثنا میں ایک موقعہ جنگ کا ہاتھ آیا۔ اور راجہ مان سنگھ کو خیال ہوا کہ آپ اس سے کچھ گریز کرنا چاہتے ہیں۔ آپ نے نہایت بے باکی سے اس کا جواب دیا۔ اور بمقابلہ عثمان افغان میدان مہنا پور رمدنا پور ضلع پٹنہ میں جوہر شجاعت دکھائے اور فتح و نصرت کا جھنڈا بلند کیا۔ بقول مولف نجات قاسم یہ جنگ بمقابلہ داؤد شاہ[1] ہوئی تھی اور مولوی علی شبیر مولف سوانح ابوالعلاؒ نے بھی داؤد شاہ کو تخت نشین حاجی پور لکھا ہے۔ اور تاریخ بنگال مؤلفہ اسٹیوارٹ میں راجہ مان سنگھ کا زمیندار حاجی پور کو مطیع کرنے کا ذکر ہے۔ مگر یہ واقعہ ۹۸۲ھ کا ہے۔ جبکہ حضرت میر ابوالعلا ابھی عالم شہود میں بھی نہیں آئے تھے۔ مگر اس مورخ نے ۱۰۰۸ھ میں عثمان خان افغان کی لڑائی اور شاہی افواج کی شکست کا ذکر کیا ہے جس میں راجہ موہن سنگھ اور پرتاب سنگھ سپہ سالار شریک تھے۔ اس لحاظ سے عثمان افغان کا مقابلہ ہے،[2] آپ کی شرکت قرین قیاس معلوم ہوتی ہے۔ اور داؤد شاہ سے جنگ کا واقعہ الہاسالی قید کا ہے۔ غرض حضرت میر ابوالعلا بحیثیت

---

[1] داؤد شاہ افغان کو شکست اور قتل کا واقعہ ۹۸۲ھ / ۱۵۷۶ء کا ہے داستان ترکتازان ہند کا خ دوم[2] صفحہ ۲۸۶ مطبوعہ مولفہ دولت یار جنگ) مگر امپیریل گزیٹر جلد ۹ صفحہ ۹۲ پر ۹۸۲ھ / ۱۵۷۴ء درج ہے اور حضرت میر ابوالعلاء ۹۹۰ھ میں پیدا ہوئے ہیں اس لئے صحیح نہیں ہے۔ [2] عثمان خان افغان سے مقابلہ کا واقعہ صحیح معلوم ہوتا ہے جو ۱۰۰۸ھ کا واقعہ ہے اس معرکہ میں شاہی فوج کو شکست ہوئی تھی اور راجہ مان سنگھ اس وقت اجمیر میں تھا۔ اکبر کے حکم سے فوراً بنگال آیا بمقام سیر پور مقابلہ ہوا فوراً حملہ کر کے بھگا دیا۔ غالباً اسی معرکہ میں امیر ابوالعلا شریک رہے تھے۔ اس وقت حضرت میر صاحب کی عمر شریف تقریباً بیس سال تھی۔ نیز ریاض السلاطین ترجمہ انگریزی مطبوعہ کلکتہ ۱۹۰۴ء صفحہ ۱۶۰ میر محمد صالح احراری خال ابن محمد افضل احراری (۱۱۱۱ھ) نے میر ابوالعلاء کی فوج کشی کا ذکر کیا ہے۔ (اسرار ابوالعلا صفحہ ۱۳ مطبوعہ، تاریخ بنگال انگریزی مؤرخہ اسٹیوارٹ صفحہ ۱۸۰ مطبوعہ لندن۔ دربار اکبری میں اس واقعہ کا سنہ ۱۰۰۰ھ لکھا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ مان سنگھ نے بغاوت فرو کرنے کیلئے جا بجا فوجیں بھیجی تھیں اور خود بھی شریک تھا ممکن ہے کہ آپ کو بھی کوئی دستہ فوج سپرد ہوا ہو گا ان سرداروں کے نام درج نہیں صفحہ ۵۵ دربار اکبری مطبوعہ

مجاہد۔ اور سپاہی کے بھی بڑے کارگر اور بہادر ثابت ہوئے۔ راجہ مان سنگھ بہت خوش ہوا،
آپ نے پھر اسی قسم کا خواب دیکھا۔ طبیعت بے حد مضطرب ہوئی۔ راجہ مان سنگھ نے ہر چند روکنا چاہا
مگر آپ انکار ہی فرماتے رہے۔ بالآخر ۱۰۱۴ھ میں اکبر اعظم نے وفات پائی۔ جہانگیر تخت نشین
ہوا اور اس سلسلہ میں صوبے دار اور امرا کی بھی طلبی ہوئی اور آپ کو بھی اکبر آباد آنا پڑا دربار جہانگیری
میں رسائی ہوئی۔ تیر اندازی کی مشق میں آپ نے سب سے سابقت کی۔ جہانگیر خوش ہوا۔ جہانگیر چونکہ
شراب کا عادی تھا، امراء دربار کے ساتھ آپ کو بھی قدح شراب دیا گیا مگر آپ کی غیرت مند اور
شریعت پسند طبیعت نے اس کو گوارا نہ فرمایا۔ پہلو تہی کرنے کی کوشش کی۔ شہنشاہ جہانگیر کو
اس کا علم ہوا۔ اور کہا کہ تم غضب سلطانی سے نہیں ڈرتے ہو، آپ نے نہایت بے باکی سے جواب
دیا کہ میں غضب الٰہی سے ڈرتا ہوں۔ غضب سلطانی کی کیا حقیقت ہے اور پھر دربار میں آنا جانا
چھوڑ دیا۔ اس طرح آپ کی صوفیانہ زندگی ۱۰۱۴ھ سے شروع ہوتی ہے۔

دنیا ترک کرنے کے بعد براہ دہلی حضرت شیخ قطب الدین بختیار کاکیؒ اور حضرت نظام الدین
اولیا قدس سرہ کی زیارت کرتے ہوئے آپ اجمیر شریف۔ خدمت خواجہ بزرگ ہند الولی خواجہ معین الدین
چشتی قدس سرہ کے آستانہ پر حاضر ہوئے[۱]۔ مراقبہ فرمایا اور دیدار مبارک سے مشرف ہوئے حضرت
علیہ الرحمۃ سے فیض حاصل کیا۔ "توجہ علیمی" (توجہ دوبدو) خواجہ سے مستفید ہوئے۔

خواجہ علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہوا کہ اکبر آباد جاؤ اور امیر عبداللہ نقشبندی اپنے عم بزرگوار
سے بیعت اور فیض حاصل کرو کیونکہ میں دوسرے عالم میں ہوں پیر ظاہری کی تم کو ضرورت ہے
حضرت امیر آگرہ آگئے، مگر پیر کی تلاش میں سخت مضطرب و پریشان رہے اپنے ایک جد امیر جعفر
قدس سرہ کے مزار پر فاتحہ پڑھی مراقبہ فرمایا تو اشارہ ہوا کہ امیر عبداللہ عنقریب آگے آتے ہیں۔
اُن سے شرف بیعت حاصل کرلو (نجات قاسم مطبوعہ و مورخ ابوالعلا علی بشیر مطبوعہ ۱۲۹۶ھ[۲]) آپ کے چچا امیر عبداللہ

[۱] تذکرہ ابوالعلا مؤلفہ میر اکبر علی ابوالعلائی رسالہ میر ادیب الہ آباد ص۲۱ مطبوعہ آگرہ ۱۹۲۶ء مؤلف کہتا ہے کہ یہ واقعہ متعدد کتب میں درج ہے مگر نام نہیں بتلاتے (ص۲۲) [۲] اسرار ابوالعلا مؤلفہ مرزا عبدالدین سجادہ درگاہ مطبوعہ ص۱۰ ۲

[۳] اسرار ابوالعلا ص۲ مطبوعہ مگر آئین اکبری میں اس کا ذکر نہیں ملتا البتہ ان کے ایک جد مادری خواجہ عبداللہ ہید کا نام درج ہے۔

قدس سرہ بھی باوجود ظاہری امارات و دولت کے منصب فقر پر فائز تھے۔ اور اس وقت آپ برہان پور کے صوبیدار تھے ۔ ابتدائی عہد اکبری میں آپ دہلی کے حاکم اور پانصدی منصبدار رہ چکے تھے ۔ غرض امیر عبداللہ برہان پور سے تشریف لائے ۔ امیر ابوالعلاء اپنے عم منصبدار بزرگوار سے ملنے گئے ۔ مگر بوجہ رعب مقصد دلی کے اظہار کی جرأت نہ ہوئی ۔ مگر خواجہ قاسم ایک بزرگ نے بیعت کے متعلق عرض کی ۔ غرض آپ بیعت سے مشرف ہوئے مجاہدہ و ریاضت و سلوک کی تکمیل فرمائی اور آپ کے چچا امیر عبداللہ نے اپنی صاحبزادی سے آپ کا عقد کر دیا ۔[۱]

تھوڑے عرصے کے بعد امیر عبداللہ کا انتقال ہو گیا بوقت وصال خواجہ محمد قاسم[۲] امام مسجد جامع نے آپ کی جانشینی کے متعلق استفسار فرمایا تو حضرت امیر نے باوجود اپنے فرزندوں کے بلحاظ اہلیت و موزونیت جانشینی کے لئے حضرت امیر ابوالعلا کو نامزد فرمایا ۔ واقعہ وفات اور جانشینی ۔ تقریباً $\frac{1014}{1015}$ھ معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ جہانگیر کے اوائل عہد میں آپ بنگال سے آگرہ آئے تھے ۔ پھر آگرہ سے اجمیر تشریف لے گئے اور حسب ایما خواجہ غریب نواز خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہٗ حضرت امیر عبداللہ قدس سرہٗ کے مرید ہوئے تھے ۔

امیر عبداللہ قدس سرہ[۳] کا مزار دریائے جمنا پار ۔ مضافات روضہ تاج گنج بیان کیا جاتا ہے ۔ امیر عبداللہ کے دو صاحبزادے امیر عبدالباسط[۴] اور امیر عبدالنعیم تھے اور ایک صاحبزادی النقیا بیگم جو حضرت میر ابوالعلاء سے منسوب تھی ۔

حضرت امیر ابوالعلاء قدس سرہٗ کو آبائی ، طریقہ نقشبندیہ[۵] بیعت تھی اور چشتیہ میں طریقہ اویسیہ حاصل تھا ۔ چنانچہ شجروں میں طریقہ ابوالعلائیہ چشتیہ درج ہے ۔

شجرہ نقشبندیہ یہ ہے : ۔ آپ خلیفہ تھے حضرت امیر عبداللہ کے اور وہ حضرت امیر خواجگی[۶] کے اور وہ خواجہ عبدالحق قدس سرہ اور وہ خواجہ عبداللہ احرار قدس سرہ کے یہاں تک تو سلسلہ خاندانی ہے اس کے بعد یہ سلسلہ بتوسط خواجہ احرار و حضرت

---

[۱] اسرار ابوالعلا مطبوعہ ص۲۲ تذکرہ ابوالعلا میر اکبر علی مطبوعہ ص۲ [۲] اسرار ابوالعلا ص۸۳ تا ۸۵ [۳] شجرہ خاندانی مندرجہ اسرار ابوالعلا [۴] شجرہ خاندانی مندرجہ اسرار ابوالعلا ص۶ [۵] اسرار ابوالعلا ص۲۶، ۲۷ مطبوعہ جنت العارفین قلمی

یعقوب چرخی خواجہ بہاؤالدین نقشبند تک اور حضرت امام جعفر کے توسط سے حضرت ابوبکر صدیق رض اور دوسرا سلسلہ مرتضویہ بتوسط امام جعفر صادق" حضرت علی رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔

حیدرآبادی ابوالعلائیوں کے ایک شجرہ میں حضرت میر ابوالعلاء کو خواجہ باقی باللہ نقشبندی کا خلیفہ درج تھا جس کے متعلق علامہ وحید الدین خاں مغی کو اصرار تھا مگر مولوی تراب علی خالص پوری (دانا پوری) سے بحث مباحثہ اور تحقیق و تدقیق کے بعد تصحیح عمل میں آئی (شیون العلافلمی) غرض حضرت امیر ابوالعلا قدس سرہٗ منصب رشد و ہدایت پر بزمانہ دائر عہد جہانگیر ۱۰۱۴ھ فائز ہوئے اور اپنی وفات ۱۰۶۱ھ یعنی آخری عہد شاہجہان تک تقریباً چھیالیس سال تک فیض جاری رکھا۔

شجرہ منظوم یہ ہے:۔

قطب عالم امیر عبداللہ — مرشد بوالعلا خدا آگاہ

ہم خسر ہم عم بوالعلا بودند — جذب و ہم سلوک حق آگاہ

پیر او ہست خواجہ یحییٰ ؛ — زینت خال روئے عبداللہ

پیر یحییٰ ستوند عبدالحق — عمر ہم بودہ اند برفعت و جاہ

پیر ہم پدر، پدر عبدالحق — حضرت خواجہ عبیداللہ

نسبت نقشبند خاتم اوست — ہست مشہور میکنم کوتاہ الخ

(دیوان شاہ محمد حسن ابوالعلائی المتخلص بہ محوؔ مطبوعہ حیدرآباد دکن)

معاصرین امراء:۔ سپہ سالار و صوبیدار بنگال راجہ مان سنگھ ہے[1] جس کی رفاقت میں بزمانہ اکبر و جہانگیر آپ نے نظامت بردوان سالاری اور فوج کے فرائض ادا کئے جس سے آپ کی شجاعت و بہادری اور انتظامی قابلیت کی تعریف کی ہے۔ دوسرے خواجہ ابوالحسن[2]،

---

[1] راجہ مان سنگھ ہسٹری آف بنگال مولفہ اسٹیوارٹ مطبوعہ لندن (انڈکس دیکھو) نیز ریاض السلاطین صفحہ ۱۶۸ ترجمہ انگریزی مطبوعہ

[2] خواجہ ابوالحسن تربتی صفحہ ۳۱ رفیق آصف خاں یمین الدولہ و دیوان جہانگیر صفحہ ۳۰۷ (اقبال نامہ جہانگیری ۱۸۶۵ء کلکتہ

دیوان جہانگیر بادشاہ ہے۔ جس کی مجلس نیاز شریف آنحضرت صلعم میں آپ بھی مدعو رہا کرتے تھے۔ اور شہزادہ خرم شاہجہاں کی تقریب سالگرہ میں بھی آپ نے اپنے ایک مرید شیخ ناظر کے ہمراہ شرکت کی ہے مگر دربار داری اور تکلف آپ کو پسند نہ تھا اور دنیا اور کار دنیا سلاطین و امراء سے آپ کی طبیعت اس تکلف کی متحمل نہ ہو سکی اور واپس آ گئے۔ شہنشاہ جہانگیر و شاہجہان اور شہزادہ داراشکوہ۔ زیادہ تر، حضرت میاں میر لاہوری اور ملا شاہ بدخشی کا معتقد تھا۔ نواب سعد اللہ خاں وزیر شاہجہاں بھی آپ کا معاصر تھا، مگر ملاقات کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔ میر نعمان صدر الصدور آگرہ۔ نقشبندی مجددی، خلیفہ شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رح۔ آپ کے مکان کے قریب سکونت پذیر تھے۔ سماع اور قوالی کیونکہ اس سلسلہ میں رائج نہیں ہے اور حضرت میر ابوالعلاء قدس سرہٗ کو حضرت خواجہ اجمیری قدس سرہٗ سے فیض روحانی حاصل تھا۔ اور آپ کے پیر طریقت امیر عبداللہ قدس سرہٗ نے سماع کی اجازت دے دی تھی اس لئے آپ کی خانقاہ میں محفل سماع و وجد اکثر ہوا کرتی تھی، میر نعمان کو اس سے بڑی تکلیف ہوا کرتی تھی۔ ایک مرتبہ بغرض تادیب و تنبیہ خانقاہ میں تشریف لائے تھے، مگر حضرت امیر ابوالعلاء قدس سرہٗ کی جوش و مستی واردات قلبی نے ان کو گھائل کر دیا اور آپ کے معتقد ہو گئے۔

ایک امیر خدمت خاں شاہجہانی، (صداقت خاں[۲]) کے قتل کی پیشگوئی کی تھی۔ جن کا قتل دربار شاہجہانی میں کسی نزاع کے سلسلہ میں ہوا تھا۔

تبلیغ اسلام[۳]:۔ حضرت امیر ابوالعلاء نے تبلیغ بھی کی ہے۔ میر نعمان صدر الصدور نے ایک ہندو کو مسلمان کیا تھا۔ آپ نے سُنا تو رگِ ہاشمی جوش میں آ گئی اور فرمایا کہ یہ کون سی بڑی بات ہے، تبلیغ کے اور طریقے بھی ہیں۔

---

[۱] امرار ابوالعلا ص۶۶ تزک جہانگیری ص۹۷ و ص۱۹۲ ترجمہ انگریزی (راجرس) [۲] سوانح میاں میر لاہوری ص۳۰-۲۳ مولفہ غلام دستگیر نامی لاہور مطبوعہ لاہور ۱۲۷۸ء [۳] ص

دیوان جہانگیر بادشاہ ہے۔ جس کی مجلس نیاز شریف آنحضرت صلعم میں آپ بھی مدعو رہا کرتے تھے۔ اور شہزادہ خرم[۵] شاہجہاں کی تقریب سالگرہ میں بھی آپ نے اپنے ایک مرید شیخ ناظر کے ہمراہ شرکت کی ہے مگر دربار داری اور تکلف آپ کو پسند نہ تھا اور دنیا اور کار دنیا سلاطین و اُمرا سے آپ کی طبیعت اس تکلف کی متحمل نہ ہو سکی اور واپس آگئے۔ شہنشاہ جہانگیر و شاہجہاں اور شہزادہ دارا شکوہ۔ زیادہ تر، حضرت میاں میر لاہوری اور ملا شاہ بدخشی کا معتقد تھا۔ نواب سعد اللہ خاں وزیر شاہجہاں بھی آپ کا معاصر تھا، مگر ملاقات کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔ میر نعمان صدر الصدور آگرہ۔ نقشبندی مجددی، خلیفہ شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رح۔ آپ کے مکان کے قریب سکونت پذیر تھے۔ سماع اور قوالی کیونکہ اس سلسلہ میں رائج نہیں ہے اور حضرت میر ابوالعلا، قدس سرہٗ کو حضرت خواجہ اجمیری قدس سرہٗ سے فیض روحانی حاصل تھا۔ اور آپ کے پیر طریقت امیر عبداللہ قدس سرہٗ نے سماع کی اجازت دے دی تھی اس لئے آپ کی خانقاہ میں محفل سماع و وجد اکثر ہوا کرتی تھی، میر نعمان کو اس سے بڑی تکلیف ہوا کرتی تھی۔ ایک مرتبہ بغرض تادیب و تنبیہ خانقاہ میں تشریف لائے تھے، مگر حضرت امیر ابوالعلا، قدس سرہٗ کی جوشش و مستی واردات قلبی نے ان کو گھائل کر دیا اور آپ کے معتقد ہو گئے۔

ایک امیر خدمت خاں شاہجہانی، (صداقت خاں[۶]) کے قتل کی پیشگوئی کی تھی۔ جن کا قتل دربار شاہجہانی میں کسی نزاع کے سلسلہ میں ہوا تھا۔

تبلیغ اسلام[۷]:- حضرت امیر ابوالعلا، نے تبلیغ بھی کی ہے۔ میر نعمان صدر الصدور نے ایک ہندو کو مسلمان کیا تھا۔ آپ نے سنا تو رگِ ہاشمی جوش میں آگئی اور فرمایا کہ یہ کون سی بڑی بات ہے، تبلیغ کے اور طریقہ بھی ہیں۔

---

۵ اسرار ابوالعلا ص۶۶ تزک جہانگیری ص۹۷ و ص۱۹۲ ترجمہ انگریزی (راجرس) ۶ سوانح میاں میر لاہوری ص۴۲ مولفہ غلام دستگیر نامی لاہور مطبوعہ لاہور ۱۳۴۸ھ ۷ ص۳

یعنی مطلب یہ تھا کہ تبلیغ کے لیے روحانیت کی ضرورت ہے کہ غیر مسلم ایک ہی نظر میں گھائل ہو جائے۔ صرف لفاظی اور زبانی جمع خرچ سے کام نہیں چل سکتا۔ چنانچہ آپ جوہری بازار آگرہ سے ایک مرتبہ گزر رہے تھے کہ ایک جوہری کے لڑکے پر نظر پڑی تو وہ آپ کے دست حق پرست پر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگیا۔ میر نعمان نے آپ کے الفاظ سنے تو ملال ہوا۔ اور ایک محضر تیار کر کے اپنی عدالت دارالقضا میں طلب کیا آپ جذبہ میں تشریف لے گئے اور راستہ میں جس ہندو جوہری بچہ پر نگاہ پڑتی وہ مسلمان ہو جاتا اور آپ کے ساتھ ہو جاتا۔ جب دارالقضاۃ پہنچے تو قاضی صاحب یہ سن کر برہنہ پا دوڑتے ہوئے استقبال کے لیے آئے اور معذرت چاہی آپ نے فرمایا "یک وضع مسلمان نمودن ایں بود۔ اما وضع دیگر انشاء اللہ عنقریب بوقوع رو خورسند نمود"

ایک ساحر جوگی، اتفاق سے ایک کی محفل میں ایک پنجرہ لیے ہوئے حاضر ہوا جس میں ایک شارک پرندہ تھا۔ آپ نے اپنے مریدین سے فرمایا کہ اس سے پنجرہ کو چھین لو۔ مگر اس نے نہیں دیا۔ بات یہ تھی کہ اس جادوگر نے پنجاب کی ایک دوشیزہ کو جو ایک مہاجن کی لڑکی تھی جادو کے اثر سے پرندہ کی صورت میں محبوس کر رکھا تھا اور اس کو ہمیشہ ساتھ رکھتا تھا اور رات کے وقت انسانی صورت میں تبدیل کر کے اس سے لطف اندوز ہوا کرتا تھا آپ نے اپنے کشف باطنی سے اس راز کو معلوم کر لیا تھا اور حکم دیا تھا کہ پنجرہ معہ پرندہ چھین لیا جائے تاکہ اس عورت کو اس ظالم کے پنجہ سے رہائی ہو۔ غرض اس حیث بیص میں آپ کے روحانی تصرف سے پنجرہ سے وہ دوشیزہ خود بصورت انسان برآمد ہوئی۔ اور اس نے اپنے حالات اور مظالم بیان کیے آپ نے فرمایا اگر تو اپنے عزیز و اقارب کے پاس جانا چاہتی ہے تو میں تجھ کو بھجوائے دیتا ہوں مگر وہ آپ کے اس احسان سے اس قدر متاثر ہوئی کہ آپ کے آستانہ کو چھوڑنا نہ چاہا اور مسلمان ہوگئی۔ پھر جوگی سے آپ نے استفسار فرمایا کہ اگر تو اس کا عاشق ہے تو مسلمان ہو جا میں اس عورت کا نکاح تجھ ہی سے کر دیتا ہوں۔ جوگی بطیب خاطر مسلمان ہوا آپ سے

لے کیفیت العارفین و نسبت العاشقین مولفہ شاہ عطا حسین مطبوعہ ۱۹۳۲ء پٹنہ ص۱۷ اسرار ابوالعلا ص۳۵ مطبوعہ

بیعت کی اور نعمتِ باطنی سے سرفراز ہوا۔ جس کا نام آپ نے صوفی " علاقلی" رکھا۔ اور قاضی نعمان کو کہلا بھیجا کہ " وضع دیگر مسلمان کردن ایں بود" یہ اللہ کا بڑا فضل ہے۔

اسی طرح ایک جوگی کیمیاگر، دریائے جمنا کی سیر کے وقت آپ سے ملا۔ جس کو کیمیا بنانے کا بڑا دعویٰ تھا۔ ایک اکسیر کی ڈبیا آپ کو ہدیتہً نذر کی آپ نے وہ دریا میں ڈال دی جس کا اس کو بڑا ملال ہوا۔ آپ نے کہا کہ دریا کی ریتی لے لے، جب اس نے ہاتھ میں لی تو وہ سونا تھا۔ اس سے متاثر ہو کر وہ جوگی آپ کے ہاتھ پر اسلام لے آیا (سکینۃ العارفین صفحہ مطبوعہ)

معاصرین اولیا میں حضرت میاں میر لاہوری قادری $\frac{۹۵۷ھ}{۱۰۴۵ھ}$ خلیفہ شیخ خضر ابدال بیابانی لاہور میں بہت مشہور تھے۔ جن کا جہانگیر و شاہجہاں و دارا شکوہ بحد معتقد تھا۔ مولانا ملا عمرؒ آپ کے خاص احباب میں سے تھے۔

اخلاق و عادات :۔ آپ کا نہایت منکسر المزاج۔ غیور، قانع، صبر و رضا، سخاوت و شجاعت کے پیکر۔ عابد و زاہد، متقی اور محقق کامل تھے ایک نظر کیمیا اثر میں طالب کو خدا تک پہنچا دیا کرتے تھے۔ جو کوئی آیا دربار سے خالی نہ گیا۔ معتقدین کی ضیافت قبول فرماتے مگر بار بار کی تکلیف دہی کچھ ناپسند تھی۔ آپ کی شان میں کوئی گستاخی کرتا یا آپ کی مجلس میں تمسخر کرتا تو آپ طرح دے جاتے مگر اس کو قدرت خود بخود سزا دے دیتی، یا وہ آپ کا بے حد معتقد و گرویدہ ہو جاتا اور آپ کے فیض یا جود سے مستفید ہوتا۔ دنیوی مال و جاہ، اشرفی روپیہ پیسہ سے سخت نفرت تھی۔ جو کچھ نذر ہدیتہً ملتا غربا کو تقسیم کر دیتے کہ کوئی دنیا دار ملنے آتا تو اس سے احتراز نہ فرماتے بلکہ اُس کے دنیوی مقاصد پورے کرتے اور صحیح راہ شریعت بلکہ طریقت پر لگا دیتے۔

وضع قطع لباس :۔ حضرت میر ابوالعلاؒ کبھی پیرہن، کبھی جامہ، کبھی ٹوپی، کبھی عمامہ اور خرقہ[۱] و جامۂ رنگین۔ بہ فقرا، تاکہ اہل دنیا سے بیگانگی واضح ہو اس میں کوئی فخر و زینت منظور نہ تھی۔

---

[۱] خزینۃ الاصفیاء مولفہ غلام سرور لاہوری صفحہ ۶۳۶ مطبوعہ ثمر ہند لکھنؤ ۱۸۷۳ء [۲] اسرار ابوالعلاؒ صفحہ ۵۶

حلیہ شریف:- قد بلند و بالا، رنگت سرخ و سپید، آنکھیں بڑی بڑی - رسیلی آواز اور شیریں تھی -[1]

وفات:- آپ کو عارضہ فالج لاحق ہوا تھا - اور فریش ہوگئے تھے - بطور ظرافت ایک روز نے آپ نے فرمایا کہ خوب ہوا، روزانہ کی دعوتوں سے تو نجات ہوئی - وضو کرنے میں تکلیف ہوتی تھی - ایک دن اسی تکلیف میں آپ کو اس شعر پہ وجد آگیا ؎

حبذ دم از بارات و در مال نیز ہم　　دل فدائے او شد و جاں نیز ہم

اسی وجدانی کیفیت میں یہ شعر بار بار پڑھتے رہے اور اللہ کے فضل سے مرض جاتا رہا - آپ کو حرقت البول کی پرانی بیماری بھی لاحق تھی - بوقت رحلت شریف کھانا پینا کم فرما دیا تھا - دن بدن کمزوری بڑھتی گئی - امیر ابوالعلاؒ آپ کے بڑے صاحبزادے تیمار دار تھے اور رات دن حضرت کی خدمت میں مصروف رہا کرتے تھے بالآخر ۸ رصفر کی صبح کو فجر کی نماز کے بعد ہر بن مو سے ذکر جاری ہوگیا اور ۹ رصفر بروز سہ شنبہ بعد نماز فجر سنہ ۱۰۶۱ھ میں بعمر ۷۱ سال واصل بحق ہوئے - انا للہ وانا الیہ راجعون

آپ کو غسل میت حضرت ملا ولی محمد آپ کے خلیفہ اکبر نے دیا - اور اپنے چھوٹے صاحبزادے امیر نور العلاؒ کے باغ میں تدفین عمل میں آئی جو محلہ وزیر پور کے آگے موضع شکر پور متصل جگن پورہ واقع ہے - مزار پر انوار پختہ ہے تعویذ سنگ مرمر پر سبحان ربی الاعلیٰ کندہ ہے قطعہ تاریخ وصال یہ ہے :-

از میر محمد افضل احراری ؎

وائے کہ شاہ ابوالعلا ساخت مکاں بہ لامکاں　　صف کہ آفتاب دیں گشت نہاں ز چشم ما

مورد فیض ایزدی مہبط نور احمدی　　واقف سر سرمدی محرم راز کبریا

مرشد پیر کاملاں رہبر راہ سالکاں　　مرہم ریش طالباں فیض رسان اذکیا

ارشد آل مصطفیٰ امجد نسل خواجگاں　　قدوۂ اہل معرفت نور دو عین مرتضیٰ

---

[1] تذکرہ ابوالعلا امیر اکبر علی مراد آبادی صہ۳۲ [2] اسرار ابوالعلا صہ۸۶ [3] مخبر الواصلین قلمی آصفیہ

[4] اسرار ابوالعلا،

حضرت میر ابوالعلا سرور اولیاء دیں | صاحب کشف بالیقیں عارف اکمل خدا
رفت بکار معنوی بست بملک جاوداں | کرد صعود زیں مکاں ساخت بہشت عدن جا
خواست چو افضل از خرد سال وصال آں صفا | گفت برفت از جہاں قطب جہاں ابوالعلاؒ

۱۰۶۱ھ

ولہٗ

گوہر بحر وفا، کان سخا منبع فیض | کاشف سر خدا عارف حق مرشد راہ
بوالعلا رکن جہاں غوث زماں حامی دیں | کرد چوں رحلت ازیں دار فنا سوئے الٰہ
ساعت و روز و مہ و سال وصال افضل جست | شد سہ شنبہ نہم ماہ صفر صبح پگاہ

۱۰۶۱ھ

(اسرار ابوالعلا ص ۹۲/۹۳)

در سن الف و واحد و ستین | شد مقامش مقام علیین
یافت تاریخ او دل غمناک | رفت قطب زماں بہ عالم پاک

۱۰۶۱ھ

تاریخ خواجہ میر ابوالعلا۔ متخرجہ ابن سید احمد ترمذی سے

آنکہ او با دل صفا بودہ | در جہاں میر بوالعلا بودہ
ثمرۃ القلب احمد مختار | قرۃ العین خواجہ احرار
ذات او بود مصدر عرفاں | قلزم فیض و معدن احساں
صبح سہ شنبہ و نہم ز صفر! | بود کاں قطب وقت کردہ صفر
گفت سال وصال او مظہر | "بوالعلا میر جنت اکبر"
سال آں خسرو ولایت عدن | شد رقم "آفتاب جنت عدن"

۱۰۶۱ھ

سال شنقار آں عزیز جہاں | شد رقم "شاہباز خلد مکاں"

۱۰۶۱ھ

"آفتاب جنت عدن" اور "شاہباز از خلد مکاں"

۱۰۶۱ھ ۱۰۶۱ھ

قطعہ تاریخ از غلام سرور لاہوری سے

بخلد بریں یافت قدر بلند — چو آں بوالعلا سید مقتدا
.... تو نیا فن قطب جہاں — بفرما امیر سخی بوالعلا

۱۰۶۱ھ

(ص ۶۳۶ خزینۃ الاصفیا) ز ۹/۱۱ ف

اولاد امجاد:- حضرت امیر ابوالعلاؒ کے دو صاحبزادے تھے، بڑے صاحبزادے امیر فیض اللہ[۱] (فیض العلا) اور چھوٹے امیر نورالعلا[۲]۔

شاہ محمد قاسم اور مولوی اکبر علی اور علی شبیر نے اپنے تذکروں میں، امیر نورالعلا کو فرزند کلاں لکھا ہے جو غلط ہے۔ اس لئے کہ کاغذات عہد شاہی سرکاری و خاندانی میں امیر نورالعلا کو فرزند خورد ہی لکھا ہے۔ آزاد بلگرامی نے بحوالہ سید محمد کالپوی نبیرہ سجادگی میر نورالعلا کو صاحبزادہ خورد اور فیض العلا کو فرزند کلاں لکھا ہے۔ جنہوں نے آپ کو اپنی مسند پر تعظیماً بٹھایا تھا۔ انیس المحققین قلمی (ورق ۲-۳)

امیر فیض اللہ پسر کلاں خلیفہ حضرت امیر ابوالعلاؒ نے اپنے چھوٹے بھائی امیر نورالعلاؒ کی حق سجادگی سے دستبرداری کر لی تھی۔ اس لئے امیر نورالعلا سجادہ نشین ہے امیر فیض اللہ کو حسب فرمان سلطانی، منجانب صاحب الزمانی زیب النسا بیگم (دختر عالمگیر) جامع مسجد آگرہ کی تولیت و داروغگی بقدر چار روپیہ یومیہ حاصل تھی —— جن کا وصال ۱۰۹۰ھ میں بعارضہ تپ ہوا۔ جن کا مزار شریف جانب بالیں بسمت مغرب اندرون احاطہ درگاہ میر ابوالعلاؒ واقع ہے آپ کے ایک صاحبزادے امیر نوراللہ اور ایک صاحبزادی فصیحہ بیگم اہلیہ محترمہ محمد افضل احراری تھیں۔

امیر نورالعلا فرزند خورد سجادہ نشین عالم ظاہری و باطنی صاحب مقامات عالیہ تھے۔ بعمر ۶۱ سال ۲۹ ذیقعدہ ۱۰۸۱ھ بعارضہ اسہال واصل بحق ہوئے۔

---

[۱] اسرار ابوالعلا (تذکرہ خاندانی) ص ۱۱۱ - [۲] ص ۱۰۹ اسرار ابوالعلاؒ

[۳] اسرار ابوالعلا ص ۱۱۱ فرمان شاہی پنجاب

مؤلف اذکار الابرار شیخ لطف اللہ آپ ہی کے اجل خلفاء سے تھے۔ آپ نے صرف ایک فرزند امیر تاج العلاؒ (وفات ۱۱۰۲ھ) تھے۔ جن کی طرف شرح مثنوی مولانا روم منسوب ہے۔ مگر درساصل امیر نوراللہ سے متعلق ہے مولف شیون العلا ونذر عزت کے یہاں سے بھی جس کی تفصیل اس کی تائید ہوتی ہے چونکہ امیر تاج العلاؒ کی اولاد نرینہ نہ تھی، صرف دو صاحبزادیاں، مسماۃ خورشید بانو بیگم اور بیگم جان تھیں اور وہ لاولد تھیں اس لئے سجادہ نشینی اور ترکۂ موروثی، بنام میر معین الدین خاں ابن میر محمد صالح عرف میر لولن، امیر فیض اللہ پسر کلاں امیر ابوالعلاؒ کی آل سے ہیں بذریعہ ہبہ نامہ معہ تولیت وسجادگی مقبرہ حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ منتقل ہوئی حضرت امیر ابوالعلا کی کوئی دختر نہیں تھی۔ مولف نجات قاسم وغیرہ کا بیان غلط ہے کہ شاہ محمدی عرف خواجہ فولادؒ[2] حضرت میر ابوالعلاؒ کے داماد تھے۔ غرض اس طرح درگاہ حضرت میر ابوالعلاؒ قدس سرہٗ کی سجادہ نشینی وتولیت میر لولن کی آل جو چغتائی خاندان مرزا عمر شیخ پدر بابر سے تعلق رکھتا ہے، جاری ہے۔ تالیف اسرار ابوالعلاؒ کے وقت انہیں کے احفاد میں مولانا صمیدالدین ابن حافظ مرزا قمر الدین سجادہ نشین تھے جو کتاب مذکور کے مولف ہیں جن کے دو صاحبزادے ڈاکٹر سعیدالدین احمد اور ڈاکٹر وحیدالدین احمد، اکبرآباد میں موجود ہیں۔

تصانیف حضرت امیر ابوالعلاؒ:- ۱۔ رسالہ فنا و بقا[3] ۲۔ مکتوبات[4] ۳۔ دیوان منسوب بہ میر ابوالعلاؒ۔

۱۔ رسالہ فنا بقا:- نہایت جامع ومختصر تصنیف ہے جو توحید افعالی وصفاتی اور ذاتی پر مشتمل ہے۔ جس کو حضرت میر ابوالعلا، قدس سرہٗ نے عالمانہ استدلال کے ساتھ بیان کیا ہے۔ بقول بزرگے، اثرہ قائم بفعل وفعل باوصف، کا صفت قائم بذات گویا فنا فی الافعال وفنا فی الصفات اور فنا فی الذات کے اہم مسائل جیسے بحر بیکراں کو کوزہ میں سمو دیا ہے

---

[1] امیر تاج العلا ص۱۱ [2] اسرار ابوالعلا ص۱۱ اسرار ابوالعلا ص۱۱۰

[3] مجموعہ رسائل تصرف رسالہ ۵ مکربہ ۱۲۹۹ھ ارشادات رسائل شیخ رفیع الدین قندھاری

[4] مخطوطات کتبخانہ آصفیہ حیدرآباد۔

اور یہ تعلیم چشتیہ طریقہ کی ہے جو خانوادہ چشتیہ دکن میں متداول ہے۔ یہ رسالہ غلط طور پر پنجاب کے کسی بزرگ شاہ محمد ابن علی رضا سرہندی سے منسوب ہے جس کا ایک نسخہ کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہے جس کی تمہید میں بجائے میر ابو العلا کے مندرجہ بالا نام درج ہے۔ واللہ اعلم۔ اصل عبارت تحریف شدہ یہ ہے :-

میگوید فقیر حقیر دل شکستہ وازخود رستہ محمد شاہ ابن محمد علی رضا سرہندی چشتی کہ ایں رسالہ در بیان مراتب فنا وصول الی اللہ۔

نوٹ :- یہ رسالہ مع ترجمہ اردو اسرار ابوالعلا میں طبع ہوا ہے، غالباً حیدرآباد دکن کے کسی اور بزرگ نے بھی اس کا ترجمہ کیا ہے جو اس سے قدیم ہے۔

دیوان امیر ابوالعلا تخلص انساں :- رسالہ مشورہ آگرہ نمبر میں لکھا ہے کہ دیوان کا باوجود تلاش پتہ نہیں چلا، ایک مقطع تبرکاً پیش ہے ؎

سررشتہ نسب بہ علی ولی رسید
انساں تخلصم شدہ نامم ابوالعلا"

مگر دیوان کا ایک نسخہ قلمی کتب خانہ برٹش میوزیم لندن میں موجود ہے۔ جس کی ابتدائی غزل میں نام ابوالعلا آیا ہے۔ مگر ایک شعر میں شاعر نے اپنی تاریخ ولادت کا مادہ "مخبر صادق" ۱۰۳۷ھ اور تاریخ فقیری ترک دنیا کا مادہ غنی ۱۰۶۰ لکھا ہے وہ شعر یہ ہے ؎

جستم من از ولادت انساں چوں از خرد | گفتا، ہر کہ "مخبر صادق" کند ادا
گفتم کہ سال ترک تعلق بمن بگو | گفتا عیاں ز لفظ "غنی" مے شود ترا

اور خاتمہ میں لکھا ہے کہ میں نے ۱۰۷۷ھ میں شعر کہنا چھوڑ دیا تھا۔ بنارس اور کاسی کی بھی سیاحت کی تھی۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ دیوان، حضرت میر ابوالعلا احراری اکبرآبادی کا نہیں ہے۔ اس لئے کہ سنین مذکورہ ولادت و ترک دنیا اور ترک شعر گوئی ۱۰۷۷ھ سے تطبیق نہیں ہوتی کیونکہ آپ کی ولادت ۹۹۰ھ اور وفات ۱۰۶۱ھ مسلمہ ہے۔

---

[1] دیوان انساں سے ۲۷ مخطوطہ عجائب خانہ لندن کیٹلاگ مرتبہ چارلس ریو جلد ۲ فارسی مطبوعہ لندن

خلفاء حضرت میر ابوالعلا احراری قدس سرہٗ

۱۔ مخدوم زادہ امیر نور العلاؒ ۲۔ مخدوم زادہ امیر فیض العلاؒ [۲]

۳۔ سید العلماء، امیر نور اللہ ابن میر نور العلا قدس سرہٗ، شارح مثنوی[۳] مولانا روم۔ شرح گلستاں۔ اور لوارق، عربی۔

۴۔ امیر محمد افضل احراری ابن سید خواجہ سید میر از بنی اعمام متوفی (۱۱۱۱ھ) بعمر ۸۰ سال مدفن آگرہ، داماد امیر فیض العلاؒ

۵۔ امیر عبدالماجد ابن امیر ابونصرؒ (بنی اعمام) آپ کے دست مبارک پر سینکڑوں غیر مسلم مشرف باسلام ہوئے۔

۶۔ خواجہ محمدی عرف خواجہ فولادؒ۔ (مدفن اندرون درگاہ حضرت میر ابوالعلاؒ آگرہ)

۷۔ ملا ولی محمد اکبرآبادی قدس سرہٗ۔ منظور و مقبول حضرت سیدنا ابوالعلاؒ وصال مابعد ۱۰۶۱ھ (مدفن بالا گنج آگرہ)

۸۔ خلیفہ ابوالقاسم اکبرآبادیؒ۔ داماد حضرت ملا عمرؒ۔ نعمت و فیوض باطنی شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی اور بذریعہ خواجہ عثمان خیرآبادی، آپ کا فیض علماء فرنگی محل تک پہنچا ہے۔

۹۔ مولانا لعل محمد المعروف بہ لاڈ خاں صاحب میواتی (نارنول)

۱۰۔ میر سید محمد کالپویؒ۔ وفات (۱۰۷۱ھ)

۱۱۔ میر دوست محمد برہان پوری۔ وفات ۱۰۹۰ھ مدفن تکیہ شاہ مسافر برہان پور۔

۱۲۔ حافظ محمد صالح المعروف بہ خواجہ وفا اکبرآبادی ثم اورنگ آبادی (وفات ۱۱۱۸ھ) مدفن اورنگ آباد (دکن)

---

[۲] امیر ابوالعلا و امیر فیض العلاؒ کی تاریخہائے وفات اور کلائیت کے متعلق اختلاف ہے۔ اول الذکر کی تاریخ وفات ۱۰۸۱ھ و بقول بعض ۱۰۹۱ھ۔ اسی طرح آخر الذکر کی ۱۰۹۰ھ اور ۱۱۰۸ھ درج ہے۔ دیکھو، سوانح ابوالعلاء، از محمد قاسم داناپوری۔ و میر اکبر علی اکبرآبادی — اسرار ابوالعلاؒ مؤلفہ مولانا اصید الدین سجادہ درگاہ مطبوعہ آگرہ

[۳] امیر فیض العلا مرید و خلیفہ والد ماجد۔ متولی و داروغہ جامع مسجد آگرہ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

۱۳۔ میر سید محمد جعفر اکبرآبادی ۔

۱۴۔ امیر عبدالباسط رح ۱۵۔ امیر عبدالمنعم اکبرآبادی (بنی اعمام)

خاص مریدین و معتقدین

شیخ ناظر ۔ مرزا عیوض بیگ ، دریا خاں ، مرزا عابد ، میاں خلیل ، شیخ رفیع الدین محمد ارجمند ۔ جان محمد ۔ جمال شاہ مداری و ابوالعلائی ۔ عُلا قلی (نومسلم)

سلاسل ابوالعلائیہ :۔

خاندانی خلافت وسجادگی ، چند پشتوں تک خاندان میں باقی رہی اُس کے بعد چونکہ امیر تاج العلا ، متوفی ۱۱۰۲ھ بنیرہ سیدنا ابوالعلارح کو اولاد نرینہ نہ تھی صرف دو صاحبزادیاں خورشید بانو بیگم اور بیگم جان تھیں اور ان کی بھی کوئی اولاد نہ تھی ۔ اس لئے سجادگی ، میر معین الدین خاں فرزند میر محمد صالح عرف میر بولن احراری خاں یعنی امیر فیض اللہ ابن میرابوالعلارح کی آل میں منتقل ہوگئی ۔ اور حسب ذیل سجادگان مسند نشین رہے :۔

۱۔ میر محمد صالح عرف میر بولن احراری خاں ابن میر محمد افضل احراری المتوفی ۱۱۱۱ھ داماد امیر نوراللہ رح

۲۔ میر معین الدین خاں ابن میر بولن رح (وفات ۱۱۳۵ھ)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) جامع علوم ظاہری و باطنی ۔ وفات ۷ ربیع الثانی ۱۰۹۰ھ مدفن درگاہ میر ابوالعلا قدس سرہ ،

۲ شرح مثنوی مولانا روم کے متعلق سجادہ صاحب مرحوم مولوی وحیدالدین نے لکھا ہے کہ یہ شرح امیر تاج العلا ابن فیض العلیٰ کی ہے ۔ مگر کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن میں جو اس کا قدیم نسخہ ۱۱۵۲ھ (۱۷۳۹ء) کا لکھا ہوا ہے ۔ اس کے متن میں مولف نے اپنا نام امیر نوراللہ لکھا ہے نیز کاتب اور ملکوں نے صاف طور پر مولف کا نام میر محمد نوراللہ احراری لکھا ہے ۔ نیز ان کی ایک تصنیف عربی فلسفہ میں "بوارق" اور ایک شرح گلستاں بھی ۔ مولانا میر نوراللہ کے نام سے کتب خانہ مذکورہ میں محفوظ ہیں ۔ واللہ اعلم ۔ بوارق کے حاشیے بھی فاضلانہ شرح مواقف شریف جرجانی اور محاکمات وغیرہ سے خوب لکھے ہیں ۔

۳۔ میر اکرام الدین خاں۔ ابن میر معین الدین خاں وفات ۱۲۲۲ھ۔

۴۔ میر عزیز اللہ عرف سید میرن جان (برادرزادہ میر اکرام الدین) المتوفی ۱۲۶۲ھ

۵۔ حافظ قمر الدین رح ــــ نبیرہ سید میرن جان) وفات ۱۳۳۳ھ (۱۹۱۴ء)

۶۔ مرزا احید الدین احمد۔ ابن حافظ قمر الدین رح

۷۔ مرزا فرید الدین احمد ــــ نبیرہ مرزا احید الدین رح

سجادگان :۔ نمبرا تا ۳ کو خلافت پدری سلسلہ بہ سلسلہ حضرت میر محمد افضل احراری سے رہی اس کے بعد سید میرن جان سجادہ ۴ کو ارادت وخلافت حضرت شاہ ابوالبرکات خانقاہ داناپور پٹنہ۔ رکن الدین عشق عظیم آبادی کو ملی جن کا سلسلہ خلافت میر دوست محمد برہان پوری سے ملتا ہے اور ان کے سلسلہ کے بزرگ خانقاہ داناپور پٹنہ اور شیخ جی حالی سے حیدرآباد دکن میں جاری ہے جن میں آغا داؤد صاحب مشہور تھے۔

دیگر مشہور سلاسل :۔ خلیفہ ابوالقاسم اکبرآبادی خلیفہ ملا ولی محمد خلیفہ حضرت میر ابوالعلا قدس سرہ کا سلسلہ دہلی اور لکھنؤ میں یہ سلسلہ حضرت شاہ عبدالرحیم پدر ولی اللہ محدث دہلوی رح اور علماء وصوفیا فرنگی محل لکھنؤ تک پہنچا ہے۔

پھلواری شریف پٹنہ :۔ لعل محمد عرف لاڈ خاں صاحب خلیفہ میر ابوالعلاء رح کا سلسلہ پھلواری شریف پٹنہ میں جاری رہا۔

دہلی، الہ آباد، بگڑ راجپوتانہ، کالپی، بلگرام :۔ حضرت تاج العارفین کے سوا، شاہ جلال دہلوی، دلی اور الہ آباد۔ اور بتوسط ارادت بگڑی (داؤد خاں) راجپوتانہ میں جاری ہے۔ سید محمد کالپوی[ٹے] رح وفات ۱۰۷۱ھ کا سلسلہ کالپی اور بلگرام میں خاندان آزاد بلگرامی میں رہا۔ نیز بتوسط شیخ محمد افضل وشاہ محب اللہ الہ آبادی الہ آباد اور مارہرہ شریف میں جاری ہے۔ (حقیقت العرفان مطبوعہ حیدرآباد دکن)

ٹے سلسلہ سید محمد کالپی۔ انیس المحققین قلمی آصفیہ ـــ وآئینہ کالپی قلمی جامعہ پنجاب، طبریہی۔ مآثر الکرام آزاد بلگرامی مطبوعہ۔

اورنگ آباد، برہان پور اور مراد آباد :۔ سلسلہ خواجہ محمد صالح عرف خواجہ وفا، خلیفہ سیدنا ابوالعلا، اورنگ آباد دکن میں جاری تھا ۔ نیز میر دوست محمد برہانپوری کا بقول شاہ مسافر اورنگ آبادی یا بقول دیگر شاہ مسافر برہان پوری تک پہنچا ہے اور حضرت شاہ وجیہہ اللہ خلیفہ شاہ ابوالبرکات کا سلسلہ بتوسط واسطہ مرزا علی جان بیگ سے مراد آباد میں ۔

سلسلہ شاہ فرہاد دہلوی خلیفہ میر دوست محمد برہانپوری شاہ منعم پاک بنگال اور بتوسط شاہ غلام نبی آلور میں جاری ہے ۔

بعض اشارات :۔

۱ ۔ باوجود بقائے ہستی وشعور دعویٰ انانیت صریح ناسمجھی وغلطی ہے وہ کیفیت پیدا کرنا چاہئے ۔ شاہ شجاع کرمانی نے خدا کو خواب میں دیکھا اور اولیاء اللہ کا خواب دراصل عین بیداری بقول ؎

دیدہ مشغول خواب و دل بیدار — دست فارغ ز کار و دل درکار
یار بر چشم سر چو گشت عیاں — گر بود بستہ چشم سر چہ زیاں
در بود چشم سر از و محدود — گر بود چشم سر کشادہ چہ سود

۲ ۔ نماز دائمی اور نماز ظاہری :۔ شیخ نصر اللہ کی مسجد میں ایک درویش سے ملاقات ہوئی تو فرمایا کہ تم اس مسئلے میں کیا کہتے ہو ۔ کہ لوگ نماز دائمی کا دعویٰ کرتے ہیں اور نماز ظاہری ترک کر دیتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ نماز دائمی ایک پہاڑ کی مانند ہے جب ایک شخص پہاڑ کو اٹھا سکتا ہے تو ظاہری نماز جو مثل گھاس کے ہے اس کے اٹھانے میں اس کو کوئی بار نہیں ہو سکتا ۔ امیر نور اللہ نے اس خصوص میں ایک دلیل پیش فرمائی ہے وہ یہ ہے ۔

من تعبد بعد الوصول فقد اشرک باللہ

یعنی عبادت ظاہری شعور پر موقوف ہے ؟

واعبد ربک حتیٰ یاتیک الیقین

ھذا ھو علم الیقین

۲ ۔ کلمہ طیبہ کے چوبیس حرف ہیں ۔ رات دن کے چوبیس گھنٹے ۔ انسان رات دن میں چوبیس ہزار سانسیں لیتا ہے ۔ فقیر صاحب ذکر و کے دل میں ہر لمحہ نور الٰہی سے معمور رہتا ہے ۔

۳ ۔ ولی کے معنی کیا ہیں :۔

امیر لوذر العلیٰ سے ولی کے معنی پوچھے تو آپ نے اپنی سمجھ کے موافق جواب دیا ۔ ولی کس کو کہتے ہیں ؟ کئی مرتبہ استفسار ہوا ۔ وہی جواب دیا ۔ پھر میں ایک روز مقامات خواجہ بزرگ دیکھ رہا تھا تو اس میں لکھا تھا کہ ولایت کے معنی ہیں " ظہور نور "

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علیٰ نور من ربہ

اللہ نے جس کا سینہ کھولدیا دین اسلام کے لئے تو اس شخص کا قلب نور سے معمور ہو جاتا ہے

۴ ۔ طریقہ ابوالعلائیہ :۔

ایک ایسی کشتی رواں ہے جس کی حرکت محسوس نہیں ہوتی منزل مقصود کے پہنچنے کے بعد احساس ہوتا ہے ۔

۴ ۔ سیدنا ابوالعلا ، اس حدیث کی تاکید فرماتے ہیں کہ عالم نااہل جاہل سے ڈرو ۔ آنحضرت صلعم سے صحابہ نے استفسار کیا تو فرمایا کہ جو زبان کا عالم اور دل کا نا اہل اور جاہل ہو ۔

۵ ۔ انسان اشرف المخلوقات ہے اور مسلمان کا خطاب " خیر امتہ "

اس لئے انسان کو چاہئے کہ اپنی بھلائی کو دوسرے کے مقابلہ میں ترجیح نہ دے ۔ بندگانِ خدا کو تعلیم اور تلقین کا فرض مقدم سمجھے ۔ ہر مشکل کا حل تقویٰ ہے ۔ نیکی سچائی سے رغبت ناحق شناسی اور جھوٹ سے نفرت کرو ۔ زندگی کا مقصد عبادت خداوندی ۔ اس سے انحراف باعث بربادی جس طرح بنی اسرائیل تباہ ہو گئے ۔

۶ ۔ درویشی بادشاہت ہے بشرطیکہ گرفتاری خلائق و علائق مانع نہ ہو ۔

۷ ۔ صوفی وہ نہیں جو چلہ کشی اور سخت ریاضت کرے بلکہ دراصل صوفی وہ ہے کہ خود باقی نہ رہے خدا کی راہ میں اپنے کو مٹا دے ۔ النھایت الرجوع الی البدایة ۔

۸ ۔ جامہ رنگین اور خرقہ ، تفاخرانہ ریاکاری کے لئے نہ ہو ۔ بلکہ امتیاز کے لئے اور بیگانگی دنیا دوسرا ہے ورنہ عبا سے قبا اچھی ۔ خرقہ کے مستحق روشن ضمیر ہیں جو حقیقی معنوں میں

۲۔ کلمہ طیبہ کے چوبیس حرف ہیں۔ راتدن کے چوبیس گھنٹے۔ انسان راتدن میں چوبیس ہزار سانسیں لیتا ہے۔ فقیر صاحب فکر و کے دل میں ہر لمحہ نور الٰہی سے معمور رہتا ہے۔

۳۔ ولی کے معنیٰ کیا ہیں :-

امیر لنور العلیٰ سے ولی کے معنیٰ پوچھے تو آپ نے اپنی سمجھ کے موافق جواب دیا۔ ولی کس کو کہتے ہیں ؟ کئی مرتبہ استفسار ہوا۔ وہی جواب دیا۔ پھر میں ایک روز مقامات خواجہ بزرگ دیکھ رہا تھا تو اس میں لکھا تھا کہ ولایت کے معنیٰ ہیں " ظہور نور"

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علیٰ نور من ربہ

اللہ نے جس کا سینہ کھولدیا دین اسلام کے لئے تو اس شخص کا قلب نور سے معمور ہو جاتا ہے

۴۔ طریقۂ ابو العلائیہ :-

ایک ایسی کشتی رواں ہے جس کی حرکت محسوس نہیں ہوتی منزل مقصود کے پہنچنے کے بعد احساس ہوتا ہے۔

۔ سیدنا ابو العلاء اس حدیث کی تاکید فرماتے ہیں کہ عالم نااہل جاہل سے ڈرو۔ آنحضرت صلعم سے صحابہ نے استفسار کیا تو فرمایا کہ جو زبان کا عالم اور دل کا نا اہل اور جاہل ہو۔

۵۔ انسان اشرف المخلوقات ہے اور مسلمان کا خطاب " خیر امتہ"

اس لئے انسان کو چاہئے کہ اپنی بھلائی کو دوسرے کے مقابلہ میں ترجیح نہ دے۔ بندگانِ خدا کو تعلیم اور تلقین کا فرض مقدم سمجھے۔ ہر مشکل کا حل تقویٰ ہے۔ نیکی سچائی سے رغبت ناحق شناسی اور جھوٹ سے نفرت کرو۔ زندگی کا مقصد عبادت خداوندی۔ اس سے انحراف باعث بربادی جس طرح بنی اسرائیل تباہ ہوگئے۔

۶۔ درویشی بادشاہت ہے بشرطیکہ گرفتاری خلائق و علائق مانع نہ ہو۔

۷۔ صوفی وہ نہیں جو چلہ کشی اور سخت ریاضت کرے بلکہ دراصل صوفی وہ ہے کہ خود باقی نہ رہے خدا کی راہ میں اپنے کو مٹا دے۔ النہایت الرجوع الی البدایۃ۔

۸۔ جامہ رنگین اور خرقہ، تفاخر اور ریاکاری کے لئے نہ ہو۔ بلکہ امتیاز کے لئے اور بیگانگی دنیا دوسرا ہے ورنہ عبا سے قبا اچھی۔ خرقہ کے مستحق روشن ضمیر ہیں جو حقیقی معنوں میں

صاحب دل ہیں ۔ مخلوق کو اپنا دیوانہ اور شیفتہ بنائیں اور ان کی ہدایت کریں ۔

۹ ۔ لباس میں بے تکلفی عجیب و غریب چیز ہے ۔ ایسا لباس پہنو جس میں سہولت ہو ۔ اس لئے میں پیرہن پہنتا ہوں ۔

۱۰ ۔ امیر تاج العلاءؒ اپنے پوتے سے فرمایا ۔ تصحیح کتب بیکار و فضول ہے ۔ اپنی تصحیح مقدم ہے ۔ بقول امام غزالی ، اصلاح خود فرض عین است و اصلاح دیگراں فرض کفایہ ۔ الخ اس کی مثال ہے کہ خود کے پیرہن میں تو بچھو چھپا ہوا ہے اور خود دوسروں کی مکھیاں اڑاتا ہے پس عمر ضائع مت کرو ۔ پہلے اپنی تو اصلاح کر لو ۔

۱۱ ۔ دوسروں کو دھوکا و فریب دینا بہت آسان ہے ۔ مگر وہ خود دھوکا کھا جاتا ہے ۔

چاہ کندہ را چاہ در پیش ۔

۱۲ ۔ ہر حالت میں جس طریقہ سے رہو ۔ خدا کا نام لینا مبارک ہے ۔

۱۳ ۔ مرشد کامل وہ ہے جو باتوں باتوں میں طالب کو خدا تک پہنچا دے ۔ ریاضت و مجاہدہ تیدی کے لئے رہزن ہے یعنی تعلیم و تلقین اور اس پر مواظبت ۔

۱۴ ۔ السکوت تاج المومنین ۔ خموشی مومن کے سر کا تاج ہے ۔ "من عرف اللہ کل لسانہ"

۱۵ ۔ جس کو میری صحبت میں سکون اور دلجمعی نہ ہو ، وہ نہ آئیں ۔ کشف و کرامت کی مجھ سے امید نہ رکھیں ۔ مطلب یہ ہے کہ اولیاء اللہ کی صحبت باعث تسکین قلب ہونی چاہئے ۔

۱۶ ۔ پیر کامل کی تلاش میں احتیاط اور بڑی جانچ کی ضرورت ہے ۔ چنانچہ میں جس کسی کو صوفیانہ لباس میں پاتا اس کی خاطر تواضع کرتا جب اس کے معیار پر نہ اترتا اس سے گریز کرتا ۔

۱۷ ۔ توجہ دلی ہر وقت باخبر رہنے کا نام ہے جس طرح عورتیں گھڑے پر گھڑا پانی سے بھرا ہوا سر پر رکھتی ہیں ۔ بچہ بغل میں ہوتا ہے اپنی سہیلیوں سے باتیں کرتی اٹھکیلیاں کرتی چلی جاتی ہیں مگر ان کی نظر گھڑے پر ہوتی ہے پانی تک چھلکتا نہیں ۔ باوجود مصروفیت تامہ توجہ دلی حاصل ہو اور کوئی چیز یاد الٰہی سے غافل نہ کرے ۔

بقول تعالیٰ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ)

کشف و کرامات کو صوفیا کرام نے اچھی نظر سے نہیں دیکھا ہے ۔ اس لئے کہ اس سے نفسانیت پیدا ہو جاتی ہے اور ایک طالب خدا اصل مقصد سے محروم ہو جاتا ہے ۔ طالب کو طالب مولیٰ ہونا چاہئے اور اگر گمراہوں کی ہدایت اور تزکیہ نفوس نہ کہ کرامات دکھا کر مخلوق کو اپنا دیدہ بنا لینا اور اس سے دنیا کی خواہشات کی تکمیل بقول " ایں ہمہ شکل برائے اکل " یا دراصل مخلوق کو گمراہ کرنا ہے ۔ ضعیف الاعتقادی تو عام ہے اس لئے محققین نے طلب الٰہی اور صحیح علم کے اصول و عقائد کو مقدم رکھا ہے بقول ہجری سے

حال بس مفت است نزد عارفاں

قال را صد مایہ باشد اے جواں

— (عروس عرفان) —

جس میں ، علم الیقین و عین الیقین اور حق الیقین کے مدارج شامل ہیں ۔ وجد و حال اور کیفیات اس کا ثمرہ ہے ۔ تاہم تصرفات روحانی باطنی سے انکار نہیں کیا جا سکتا ، مگر اس کے بیجا استعمال کو محققین باعث حظ نفس سمجھتے ہیں ۔ حضرت میر ابوالعلاؒ کو سینکڑوں کشف و کرامات قبل وفات اور بعد وفات بھی صادر ہوئی ہیں ۔ ہم نے تبرکاً چند ہی کرامات نقل کی ہیں تا کہ معلوم ہو کہ روحانیت کے عجیب و غریب اور محیر العقول کرشمے ہوتے ہیں ۔ جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا ۔

بعض کرامات ؛ ۔

حضرت امیر ابوالعلا قدس سرہ کی نظر میں عجیب و غریب اثر تھا ۔ ایک مست ہاتھی نے شہر میں آفت مچا رکھی تھی ۔ جو کوئی شخص زد میں آ جاتا وہ زندہ نہ بچ سکتا تھا ۔ مخلوق سخت پریشان تھی ۔ آپ جامع مسجد بعد نماز جمعہ تشریف لا رہے تھے اس خونخوار ہاتھی سے مقابلہ ہوا آپ نے نظر بھر کر دیکھا تو سب دھما چوکڑی بھول گیا اور گر پڑا ۔ خانقاہ شریف کے دروازہ پر آن موجود ہوا آپ نے اس کی مستک پر ہاتھ پھیر کر فرمایا کہ بندگان خدا کو ستانا اچھا نہیں ۔ راج گھاٹ جا ۔ محنت و مشقت کر کے اپنا رزق کما ،

وہاں دریا کے کنارے رہتا۔ لوگ اُس سے کام لیتے اور چارہ فراہم کرتے۔

کرامت :- میاں لاڑ خاں میواتی، بڑے زبردست پہلوان تھے۔ شہر آگرہ کے پہلوانوں کو چیلنج دیا کہ کسی کو اپنی قوت کا دعویٰ ہو تو مقابلہ میں آجائے اتفاق سے آپ تشریف لے جارہے تھے، لوگوں سے پوچھا کہ کیا واقعہ ہے۔ یہ شوروغل اور مجمع کیا ہے لوگوں نے من وعن عرض کیا۔ ان کی ہدایت کا وقت آگیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ میں پہلوان تو نہیں ہوں کہ کشتی لڑوں، البتہ آنکھ لڑانا آتا ہے اگر ہمت ہو تو آنکھیں لڑالو۔ میر صاحب نے آنکھ سے آنکھ ملائی اور خاں صاحب کے ہوش اُڑ گئے۔ بے ہوش گر پڑے جب ہوش آیا تو آستانہ پر حاضر ہوئے اور بیعت کی۔ تھوڑے ہی دن میں ولی کامل ہوگئے۔

کرامت :- میاں شیخ خلیل اپنے ایک مرید کو ایک کلاہ عنایت فرمائی۔ اتفاقاً جنگ کے موقعہ پر لڑنے گئے تیر ٹوپی پر لگے مگر کچھ اثر نہ ہوا۔

کرامت :- جوہری بازار آگرہ سے گزر رہے تھے، جوہریوں کے لڑکوں پر نظر پڑی کلمہ پڑھنے لگے اور مسلمان ہوگئے۔

صوفیائے کے یہ وہ تصرفات روحانی تھے۔ جس کے اثر سے اسلام پھلا پھولا جس میں نہ جبر و تشدد تھا اور نہ تلوار کے کوئی کرشمے دکھائے گئے تھے۔

مآخذ :-

۱- آزاد : محمد حسین - دربار اکبری (اردو) مطبوعہ - ۱۸۹۸ء - دارالاشاعت پنجاب

۲- آزاد :- غلام علی بلگرامی، انیس المحققین فارسی قلمی - کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن

۳- امام الدین :- تاریخ الاولیا (اردو) مطبوعہ

۴- اکبر علی، سید، اکبرآبادی - تذکرہ ابوالعلاء مطبوعہ ۱۹۲۶ء آگرہ

۵- احید الدین، مرزا سجادہ ابوالعلا - اسرار ابوالعلاء مطبوعہ آگرہ

۶ ابوالعلاء میر قدس سرہ مکتوبات ابوالعلا. فارسی، قلمی ۴۰۴ کتبخانہ آصفیہ حیدرآباد

۷- تاریخ مدفونین بلخ وحالات سمرقند فارسی قلمی - تراجم فارسی

۸- ٹیک چند بہار : تذکرہ ہمیشہ بہار فارسی قلمی -